ولا یشرک فی حکمہ احدا ۔ کہف ۲۶

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری

اقبالؒ

اسلامی ریاست کے اساسی اصول و تصوّرات

مؤلفہ مولانا سید محمد مودودی

www.KitaboSunnat.com

ناشر
مکتبہ نذیریہ ۔۔۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قائم ہے اِن سے ملّتِ بیضا کی آبرو
اسلام کا وقار ہیں داود غزنوی
رجعت پسند کہنے لگے ان کو دیکھ کر
آیا ہے سومنات میں محمود غزنوی
(مولانا ظفر علی خاں)

اسلامی ریاست کے اساسی اصول و تصورات

حضرت مولانا سیّد محمد داؤد غزنویؒ

پیدائش :- ۱۸۹۵ء وفات ۱۶ دسمبر سوموار ۱۹۶۳ء

www.KitaboSunnat.com

ناشر

مکتبہ تدبریہ جامع مسجد قبا چناب بلاک
علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	نام مضامین	صفحہ نمبر
۱۔	مقالات مولانا محمد داؤد غزنویؒ	۳
۲۔	خلوص وعمل کے پیکر " "	۴
۳۔	اسلامی ریاست کے بعض اساسی اُصول	۸
	وتصورات	
۴۔	دو گروہ	۸
۵۔	مذہبی ریاست یا غیر مذہبی ریاست	۹
۶۔	بنیادی اصول	۱۱
۷۔	مقصد	۱۱
۸۔	حاکمیت اعلیٰ	۱۳
۹۔	دستور اسلامی کی ابتدائی دفعات	۱۵
۱۰۔	ہیئۃ حاکمہ	۱۶
۱۱۔	امیر مملکت	۱۶
۱۲۔	امیر کا انتخاب	۱۹
۱۳۔	ہیئۃ تشریعی (قانون سازی)	۲۰
۱۴۔	مجالس قانون ساز کی تشکیل	۲۲
۱۵۔	عہد نبویؐ میں مجلس شوریٰ	۲۳
۱۶۔	خلفاء راشدین کے عہد میں مجلس شوریٰ	۲۳
۱۷۔	روزانہ مجلس شوریٰ	۲۳
۱۸۔	انتظامی مجلس شوریٰ	۲۴
۱۹۔	عوامی مجلس شوریٰ	۲۴
۲۰۔	انتخاب	۲۵
۲۱۔	طریق انتخاب مخلوط یا جداگانہ	۲۵
۲۲۔	خطرہ	۲۶
۲۳۔	نامعقول عذر، ہندوؤں کا مطالبہ	۲۷
۲۴۔	خود فریبی کو چھوڑیے	۲۸
۲۵۔	ہیئۃ تنفیذیہ	۲۸
۲۶۔	ہیئۃ عدلیہ	۳۳
۲۷۔	بنیادی حقوق	۳۶
۲۸۔	شہریت	۳۶
۲۹۔	مذہبی آزادی	۳۷
۳۰۔	شخصی آزادی	۳۸

04624

خطاطی: جاوید بشاور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقالات مولانا محمد داؤد غزنویؒ

جمع وترتیب : مولانا محمد حنیف یزدانی

ناشر : مکتبہ نذیریہ جامع مسجد قباء چناب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ۱۸

مولانا سید محمد داؤد غزنوی مرحوم (متوفی ۱۹۶۳ء) کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی حیثیت جماعت اہلحدیث کے گل سرسید کی تھی، علم وفضل میں ممتاز، خاندانی وشخصی وجاہت میں یگانہ، تحریر وانشاء اور تقریر وخطابت کے مردِ میدان اور قائدانہ صلاحیتوں سے بہرہ ور تھے۔

جوانی کے دور میں امرتسر سے ہفت روزہ "توحید" جاری کیا جو بڑا معیاری رسالہ تھا۔ اس میں مولانا مرحوم کے مضامین خاص اہمیت کے حامل ہوتے۔ بعد میں شاید سیاسی سرگرمیوں میں زیادہ انہماک اور قیام پاکستان کے بعد جماعت اہلحدیث کے تنظیمی امور میں شب وروز کی بھرپور مساعی کی وجہ سے تصنیف وتالیف کا مستقل کام نہ کر سکے۔

تاہم اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ مولانا مرحوم کے مقالات ومضامین جو مختلف اوقات میں انہوں نے تحریر فرمائے انہیں یکجا کر کے شائع کیا جائے۔ یہ سعادت ہمارے ایک ساتھی جناب مولانا حنیف یزدانی صاحب کو حاصل ہوئی جو اس کام میں خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں انہوں نے مولانا مرحوم کے بکھرے لخت لخت کو جمع کیا اور علوم ومعارف کے اُن دریائے آبدار کو ایک لڑی میں پرو دیا جس پر وہ بجا طور پر شکریے اور قدر افزائی کے مستحق ہیں۔ جزاہ اللہ۔ احسن الجزاء

اُمید ہے کہ مولانا مرحوم کے دیگر مضامین بھی موصوف جلد منظر عام پر لے آئیں گے اسی کے ساتھ ساتھ اگر کوئی دیدہ ور خاندان غزنویہ کے اکابر اور ان کے دینی وعلمی خدمات پر بھی ایک کتاب مرتب کر دے تو کیا ہی اچھا ہو۔ کاش جماعت اس فرض کے ادا کرنے کی توفیق سے بہرہ ور ہو۔ قیمت ۳۳ روپے

(ہفت روزہ الاعتصام ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۲ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلوص و عمل کے پیکر

مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

از: مولینا محمد حنیف یزدانی

حضرت الاستاذ مولینا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۹۵ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان تین چار پشتوں سے علم و فضل، زہد و تقویٰ کا گہوارہ چلا آ رہا تھا۔ آپ کے جدِ امجد حضرت عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نہایت بزرگ عالم تھے۔ ان کے زہد و تقویٰ اور خشوع و خضوع سے ان کے استاذ حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ بھی متاثر تھے۔

حضرت عارف باللہؒ غزنی سے ہجرت کر کے امرتسر میں آباد ہوئے جہاں انہوں نے اپنے خلوصِ عمل سے لوگوں کو توحید و سنت کی دعوت دی۔ آپ کے بارہ بیٹے تھے اور وہ تمام کے تمام اپنے وقت کے ولی اللہ اور اجلّ عالم تھے۔ آپ کے سب سے بڑے فرزند حضرت مولانا عبدالجبارؒ تھے۔ جو علم و فضل اور تقویٰ و طہارت کی بناء پر اپنے ہمعصر بزرگوں میں "حضرت الامام" کے پیارے نام سے مشہور تھے۔ مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنویؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپؒ نے صرف و نحو، حدیث و تفسیر اپنے والد بزرگوار سے پڑھی۔ فقہ اور اصولِ فقہ حضرت مولینا حافظ عبداللہ غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے اور منطق دہلی کے مشہور منطقی عالم مولانا سیف الرحمٰن صاحب کابلی دہلویؒ سے پڑھی۔ فراغت کے بعد اپنے ہی بزرگوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قائم کردہ مدرسہ مدرسہ غزنویہ" میں پڑھاتے رہے۔ تا آنکہ ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں جلیانوالہ باغ کا مشہور واقعہ پیش آیا تو آپ نے سیاسی زندگی میں قدم رکھا۔ مدتوں آپ "احرار" کے ناظم اعلیٰ، جمعیۃ العلماء ہند کے نائب صدر، کانگرس پنجاب کے صدر رہے۔ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کو آپ ہی سیاست میں لائے۔ شاہ جی جیل میں آپ سے "حجۃ اللہ البالغہ" پڑھتے رہے۔ مولینا غزنویؒ آخر میں "مسلم لیگ" میں شامل ہو گئے تھے۔ مولانا ظفر علی خانؒ نے اپنے روزنامہ "زمیندار" میں مولانا غزنویؒ کی مسلم لیگ میں شمولیت کی خبر کو جلی عنوان سے شائع کیا۔ اور بی۔ بی۔ سی لندن نے بھی اس خبر کو نشر کیا۔ کوئی مذہبی و سیاسی مجلس ایسی نہ تھی جس میں آپ تشریف فرما نہ ہوتے۔ تحریک آزادی کے سلسلہ میں جوانی کے بارہ سال جیل میں گذار دیئے۔ مولانا ابوالکلام آزاد مولانا حسین احمد مدنی، علامہ انور شاہ کشمیری، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ظفر علی خاں، ڈاکٹر انصاری، حکیم اجمل خاں، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولینا محمد ابراہیم سیالکوٹی مفتی محمد حسن اور مولانا احمد علی لاہوری رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین وغیرہم آپ کی نہایت قدر و منزلت کرتے تھے۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ ہمیشہ اقبال پارک (منٹو پارک) میں نماز عید حضرت مولانا غزنویؒ کے پیچھے ادا کرتے رہے۔

تقسیم ہند کے بعد جماعت اہلحدیث کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ گوجرانوالہ کی رفاقت و معیت میں منظم کیا۔ لائل پور میں ایک مرکزی تعلیمی ادارہ "جامعہ سلفیہ" کی بنیاد رکھی۔ صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہونے تو اسلامی نظام کے حق میں اسمبلی کے اجلاسوں میں پُرزور تقریریں کی۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور کی نصاب کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں جب تمام مکاتب فکر کے ۳۱ علماء کرام نے ۲۲ نکات پر مشتمل ایک دستوری خاکہ مرتب کیا تو مولانا غزنویؒ بھی ان میں شامل تھے۔ شاہ سعودؒ نے رابطہ عالم اسلامی کمیٹی اور مدینہ یونیورسٹی کی مجلس مشاورت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممبر مقرر کیا۔ تحریک ختم نبوت کی "مجلس عمل" نے جسٹس منیر کے سوالات کا جواب دینے کے لئے مولانا غزنویؒ ہی کو اپنا وکیل مقرر کیا۔ جسٹس منیر آپ کی ذہانت اور حاضر جوابی سے متاثر ہو کر کہنے لگا۔

"مولانا! اگر میرے بس میں ہوتا تو میں آپ کو وکالت کا سرٹیفکیٹ دے دیتا۔ میں آپ کے جواب سے متاثر ہوں اور مستفید ہو رہا ہوں"

قبل از تقسیم امرتسر میں ماہنامہ "توحید" جاری کیا، جو علم و فضل کا نشا بکار تھا آپ کے انتقال پر علامہ انور شاہ کاشمیری ایڈیٹر ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند فرزند ارجمند حضرت علامہ انور شاہ کاشمیریؒ نے لکھا تھا کہ:

"والد محترمؒ مولانا غزنویؒ کے علم و فضل کے معترف اور مداح تھے"

مولانا عبدالماجدؒ دریابادی نے لکھا تھا کہ:

"علم و فضل کے ساتھ قوت فعالیہ کو اس طرح کم ہی یکجا ہوتے دیکھا ہے"

حق گوئی و بے باکی میں اپنی مثال آپ تھے۔ سابق صدر ایوب کے دور میں مارشل لاء کے دنوں میں سب سے پہلے آپ ہی نے اقبال پارک (منٹو پارک) میں خطبۂ عیدالفطر میں ایوبی حکومت کی بعض خلاف ورزیوں کی نشاندہی کی۔ سابق صدر ایوب آئین بنانے کے بعد جب پہلی دفعہ لاہور آئے تو ایک وفد علماء کا بھی ان سے ملا۔ جس کے سربراہ مولینا غزنوی تھے۔ آپ نے ملاقات کے دوران صاف صاف فرمایا کہ "یہ آئین نہ اسلامی ہے نہ جمہوری"۔ مسلم فیملی لاء کے سلسلہ میں ایک مجلس علماء کی بلائی۔ یتیم پوتے کی وراثت پر مدلل مضمون لکھا۔ آپ ہر ایک مکتب فکر کے بزرگ کی عزت کرتے۔ ائمہ دین سے انتہائی محبت رکھتے تھے۔ ان کی خدمات کو سراہتے تھے۔ ان کے حق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بے ادبی کو سوءِ خاتمہ کی دلیل سمجھتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق تھا ۱۹۶۳ء میں آل پاکستان سیرت النبی کانفرنس لاہور کے پہلے اجلاس میں آنحضرتؐ کے اسم گرامی "محمدؐ" کی ایسی تشریح بیان فرمائی کہ ہر عالم و جاہل خورد و کلاں عش عش کر اٹھا۔ آپ عابد و زاہد بھی تھے۔ تہجد کی نماز کبھی فوت نہیں ہوئی۔ رقتِ قلبی آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔ ذکرِ الٰہی اور درود شریف کا وظیفہ کبھی سفر و حضر میں بھی نہیں چھوڑا جس کی وجہ سے آپ کے چہرہ پر خصوصی کشش تھی۔ آپ نہایت حسین اور وجیہ تھے پاکباز نفاست پسند، دل و دماغ کے ستھرے۔ تصوف میں امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت متاثر تھے۔

مولانا غزنویؒ نہایت خوش اخلاق، ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ اتحاد بین المسلمین کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے۔ یہ علم و فضل، زہد و تقویٰ، مذہب و سیاست کا بحرِ بیکراں اور اتحاد و اتفاق کا علمبردار ۱۶ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز پیر ۹½ بجے دن ہم سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گیا۔ اگلے دن بروز منگل حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ رحمۃ اللہ علیہ نے یونیورسٹی گراؤنڈ لاہور میں نماز جنازہ پڑھائی جنازہ میں ہر مکتبِ فکر کے لوگ علماء، وکلاء اور ملٹری کورٹ کے جج صاحبان موجود تھے۔ مجمع کثیر تھا۔ مورخہ ۱۷ دسمبر میانی صاحب کے قبرستان میں آپ کے چچازاد بھائی مولانا محمد اسمٰعیل غزنویؒ کے پہلو میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین

یکے از عقیدت مندانِ حضرت مولانا غزنویؒ

الخادم المخلص

محمد حنیف یزدانی

۲۶ مارچ ۱۹۷۹ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی ریاست کے بعض اساسی اصول و تصورات

اس موقع پر نا مناسب اور بے محل نہ ہوگا اگر ہم مختصر اسلامی ریاست کے بعض بنیادی تصورات اور اسلامی اصول کا جائزہ لیں اس لیے نہیں کہ علمی بحث و مباحثہ میں ہم ایک باب کا اضافہ کریں بلکہ اس لیے کہ جدید مجلس دستور ساز کے اراکین کی خدمت میں اَلدِّیْنُ النَّصح لِکُلِّ مُسْلِمٍ (ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا دین ہے) کی بناء پر مخلصانہ گزارشات پیش کر دیں تاکہ ہم اپنا فرض اس بارہ میں جو ہم پر عائد ہوتا ہے وہ ادا کر دیں اور پاکستان کے دستور کی تدوین و ترتیب میں جو توقعات قیام پاکستان سے پہلے مسلمانوں کو دلائی گئی تھیں اور جو عہد و مواثیق ملت اسلامیہ سے کیے گئے تھے ان کے پورا کرنے میں موجودہ اراکین مجلس دستور ساز کی جس قدر اعانت کر سکتے ہیں کریں۔

دو گروہ

سب سے پہلے ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہمارا سواد اعظم اگرچہ دل سے اس امر کا متمنی ہے کہ پاکستان میں ایک اسلامی ریاست قائم ہو لیکن دوسری طرف ایسے عناصر بھی ہم میں موجود ہیں جو اندر ہی اندر بڑی تیزی سے کام کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جمہور مسلمان اسلامی ریاست سے الگ ہو جائیں ان کی انتہائی کوشش یہ ہے کہ یورپ و امریکہ کی اندھا دھند تقلید میں ایک ایسی ریاست کی بنا یہاں پاکستان میں کریں جو غیر مسلم دنیا کی نظر میں مقبول ہو جسے آج کل عام بولی میں غیر مذہبی یا سیکولر ریاست سے تعبیر کیا جاتا ہے ہمارا انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ بڑی تیزی سے کچھ اس قسم کا انداز فکر اختیار کر رہا ہے کہ مذہب کے متعلق یہ تصور کہ وہ بجائے خود ایک مستقل نظام ہے۔ ایک فرسودہ خیال ہے اور یہ کہ مذہب آج کی "روشن خیال" دنیا کے قومی اور اجتماعی مضمونوں کا ساتھ نہیں دے سکتا اور یہ کہ مذہب ان "ترقی پسندانہ کوششوں کے منافی ہے جسے انسان نے اپنے لیے اخلاقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضابطہ کے طور پر وضع کیا ہے۔

لہٰذا یہ قدرتی بات ہے کہ جب کبھی ریاست کے لیے کوئی دینی اساس تجویز کی جائے تو یہ لوگ اسے رجعت پسندی سے تعبیر کریں یا اسے محض ایک ناقابل عمل خیال پرستی ٹھہرائیں۔ ان حضرات کا دل و دماغ مغربی اثرات سے اگر مغلوب نہیں ہو چکا تو انہیں چشم بصیرت سے ان حقائق کا مطالعہ کرنا چاہیے کہ مغرب کو مذہب سے جو بے اطمینانی پیدا ہوئی ہے اس کے وجود مغرب ہی کے مخصوص اخلاقی، اجتماعی اور سیاسی خلفشار میں نظر آ رہے ہیں اور دنیا کا زیادہ تر حصہ افسوس ہے کہ اسی میں مبتلا ہے۔

مذہبی ریاست یا غیر مذہبی مغرب بلکہ تمام وہ ممالک جو اپنے اعمال و افعال کی بنا کسی عالمگیر اخلاقی قانون پر نہیں بلکہ ہر ملک اور ہر قوم کے ہاں ہر امر کا فیصلہ ان کی مخصوص مصلحت کی بنا پر کیا جاتا ہے اور مصلحت کا تصور ہر قوم اور ہر ملک بلکہ ہر جماعت اور ہر حلقے کے نزدیک مختلف ہے اس لیے ضروری ہے کہ ان کے مفاد کا تصادم ہو اور دنیا کے امن کے لیے ایک پریشان کن صورت حال پیدا ہو جائے یہی وجہ ہے اس وقت دنیا میں جس قدر تصورات یا نظام ہائے حکومت ہیں وہ امریکہ کی قومی جمہوریت ہو، یا برطانیہ کی شہنشاہی جمہوریت یا روس کی اشتراکیت، کسی ایک میں یہ صلاحیت نہیں کہ دنیا کے موجودہ خلفشار اور بدنظمی کو نظم اور امن سے بدل سکے کیونکہ ان میں کوئی نظام تصورات بھی معاشی اور اجتماعی مسائل کو کسی عام اخلاقی اصول کے ماتحت طے کرنے کے لیے تیار نہیں ہے ایک ملک آمریت کو اگر مصلحت کے عین مطابق قرار دیتا ہے تو دوسرا ملک سرمایہ دارانہ نظام کو تہذیب و تمدن کا ضامن بتاتا ہے اس لیے جب تک مختلف ممالک یا اقوام بلکہ صحیح تر یہ ہے کہ جب تک حکمران طاقتیں اس روش پر قائم ہیں اور ان کے عوام اپنی سادگی یا مجبوری سے انہیں حق بجانب قرار دے کر ان کے ہمنوا اور موید ہیں ناممکن ہے کہ اس ریاست کے تصور میں جسے غیر مذہبی کہتے ہیں کوئی اخلاقی معنی پیدا کر سکے ایک غیر مذہبی ریاست میں چونکہ معروف و منکر نیک و بد کا کوئی ایسا معیار نہیں ہوگا جسے مستقل ٹھہرایا جا سکے اس لیے وہاں جو کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طے ہوگا وہ "قومی مفاد" کی خاطر ہوگا نہ کہ کسی ایک عالمگیر اخلاق کے ضابطہ کے ماتحت۔ اس صورت حال کی موجودگی میں ان کے اخلاقی نظریے ان کے معاشی نظریوں پر مبنی ہوں گے اور اس کے لازمی نتائج انتشار، بدنظمی، بے اطمینانی اور بے امنی کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اس لیے یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ غیر مذہبی معاشروں کے درمیان اور ان میں سے ہر ایک کے اندر طرح طرح کے اختلافات ناگزیر ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جب معروف و منکر یا برے بھلے کا دارومدار کسی خاص فرد یا مجموعہ افراد کے ذاتی مفاد یا بالفاظ دیگر لوگوں کے ذاتی ترجیحات پر ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ان اختلافات کا خاتمہ ہو سکے۔

پس اس صورتحال کو پسندیدہ قرار دینا گویا یہ تسلیم کر لینا ہے کہ معروف و منکر یا نیکی و بدی کی نوعیت اضافی ہے ان کے معنی ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے بلکہ خاص خاص حالات، خاص خاص وقتوں اور مختلف افراد کے ذاتی مفاد کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ کیا منطقی اعتبار سے اس استدلال کی انتہا بالآخر اس نتیجہ پر نہ ہوگی کہ اخلاقی اقدار کا وجود حقیقت میں کچھ نہیں؟

بات یہ ہے کہ جب معروف و منکر یا نیکی و بدی کی تعیین افراد کے ذاتی مفاد کے لحاظ سے کی جائے گی تو ناممکن ہے کہ انسانی زندگی کی رہنمائی کے لیے کوئی ایسا اصول مل سکے جو اعتماد اور بھروسہ کے قابل ہو بلکہ یہ ہوگا کہ ہم اپنے معاملات کی تدبیر میں پہلے سے بڑھ کر اخلاق کو پس پشت ڈالتے جائیں گے اور رفتہ رفتہ ذاتی مصلحت کے اشارے پر چلتے جائیں گے اسی سے ہر گروہ اور ہر حلقہ کے اندرونی اور بیرونی اختلافات بڑھیں گے اور اس مسرت و شادمانی کا تدریج خاتمہ ہوتا جائے گا جس کے لیے آج بنی نوع انسان ترس رہے ہیں۔

پس اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی قوم یا ملت مسرت و شادمانی حاصل نہیں کر سکتی جب تک وہ اندرونی اعتبار سے متحد نہ ہو۔ اور کسی قوم میں یہ اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ معروف و منکر (یعنی کون سے کام اس کے لیے پسندیدہ اور کون سے ناپسندیدہ) پر اتفاق نہیں کر لیتی اور یہ اتفاق اس وقت تک ناممکن ہے جب تک وہ قوم اس امر کو تسلیم نہیں کر لیتی کہ تمام اخلاقی فرائض کا سرچشمہ دراصل ایک مستقل اخلاقی قانون ہے جسے پیغمبر وحی الٰہی کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیادی اصول ان خیالات کے پیش نظر ہم بآسانی اس مسئلہ پر غور کر سکتے ہیں کہ اسلامی ریاست کے بنیادی اصول کیا ہیں جن کو اسلامی ریاست کسی حالت میں نظر انداز نہیں کر سکتی۔

مقصد سب سے پہلے ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اسلام کے نزدیک ریاست بجائے خود کوئی مقصد نہیں بلکہ ایک مقصد کا ذریعہ ہے۔ یہ مقصد کیا ہے؟ ایک ایسی امت کی تشکیل جو عدل و انصاف کے عالمگیر اصول کی علمبردار ہو۔ قرآن حکیم نے انبیاء و رسل کی بعثت کا مقصد یہ قرار دیا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (سورہ حدید ۲۵)

ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

دوسری آیت میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ فرمایا۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا۔ (سورہ الحج ۴۰)

"اگر نظام حکومت کے لیے جہاد کا حکم دے کر، اس طرح بعض لوگوں کو دوسروں پر ظلم کرنے سے اللہ تعالیٰ نہ روکتا تو (فساد عظیم ہوتا) راہبوں کے صومعے اور عیسائیوں کے گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں اللہ کا بہت ذکر کیا جاتا ہے ویران ہو چکی ہوتیں۔"

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد فرمایا: اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔ (سورہ حج ۴۱)

پس ان دو آیات میں حکومت کا مقصد ایک تو یہ فرمایا کہ ظلم و عدوان کا روکنا عدل و انصاف کا قائم کرنا، اچھے کاموں کا حکم دینا اور بُرے کاموں سے روکنا۔ نماز (خدا کے آداب بندگی بجالانا) اور (خدا کے دیئے ہوئے مال میں سے خدا کی عاجز اور بے بس مخلوق کی امداد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے، زکوٰۃ کا انتظام کرنا۔ گویا دوسرے لفظوں میں اسلامی ریاست کا مقصد یہ ہے کہ ایسے اجتماعی حالات پیدا کرنا جن میں انسان اللہ تعالیٰ کے وضع کردہ قانون فطرت یعنی اسلام کے مطابق زیادہ سے زیادہ روحانی اور اجتماعی زندگی بسر کر سکیں۔

اس میں شک نہیں کہ اس مقصد کا حصول زیادہ تر اجتماعی حالات پر موقوف ہے۔ کیونکہ آپ اپنی نیکی کے باوجود جماعت کے اندر رہ کر الگ تھلگ صحیح اسلامی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ پس جب تک وہ معاشرہ جس میں آپ رہتے سہتے ہیں اس بات پر اتفاق نہ کر لے کہ ہم اپنے معاملات میں اسلامی طور و طریق اختیار کریں گے اس وقت تک آپ اپنی انفرادی زندگی کو اس شکل میں نہیں ڈھال سکتے جس کا اسلام اعمال و افعال میں ہم سے متقاضی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کے اعمال و افعال کی اخلاقی قدر و قیمت اور اسی طرح روحانی مدارج کا تدریجی ارتقاء کسی ایسی چیز پر موقوف ہے جو آپ کی ذات سے باہر ہے اور اس امر سے وابستہ ہے کہ آپ جن لوگوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں وہ آپ کے اس نیک مقصد میں معاون اور مددگار اور قدم قدم پر آپ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ یہی وہ اسلامی معاشرہ ہے جس کی توقع ہم اسلامی ریاست سے رکھتے ہیں اور ایک اسلامی ریاست کا سب سے بڑا مقصد یہی سمجھتے ہیں کہ:

۱۔ اسلام کے قانون کو ملک کا قانون ٹھہرائے۔

۲۔ ایسے حالات ملک میں پیدا کرے کہ اس کے باشندے ایک دوسرے سے اسلامی اصول عدل و انصاف کے مطابق تعاون کریں۔

۳۔ قوم کے لیے ایسا نظام مہیا کرے کہ وہ اسلامی تعلیمات پر صرف عقائد ہی نہیں بلکہ زندگی کے اجتماعی اور معاشی معاملات میں بھی عمل کرے۔

۴۔ باہمی اخوت اور تعاون کے ذریعہ نہ صرف اندرونی خلفشار کو دور کر سکے بلکہ بیرونی خطرات سے بھی ملک کو محفوظ رکھ سکے۔

۵۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بالفاظ دیگر اسلام کی دعوت کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصراً یہ وہ مقاصد ہیں اسلامی ریاست کے جن کی تشکیل داعیٔ اسلام فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی اور جس کے قیام کے لیے آج سواد اعظم دستور ساز اسمبلی سے مطالبہ کر رہا ہے۔

حاکمیت اعلیٰ ایک ایسی قوم جو اس پر ایمان رکھتی ہے کہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ "اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہی ہے" اور اس کے اتباع کا حکم پیغمبر خدا فداہ روحی وعرضی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا (الجاثیہ ۱۸)

پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص طریقہ پر کر دیا ہے سو آپ اسی طریقہ پر گامزن رہیے"

کوئی یہ تصور ہی نہیں کر سکتا کہ ایسی قوم اسلامی ریاست میں حاکمیت اعلیٰ کا اقتدار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے تسلیم کر سکتی ہے۔ قرآن کریم نے مختلف اسلوب کے ساتھ اس حقیقت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ اس سے زیادہ واضح مدلل اور مؤثر بیان نہیں ہو سکتا ارشاد ہے: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ط ذٰلِكَ الدِّيْنُ ۔ (سورہ یوسف ۴۰)

خدا کے سوا کسی دوسرے کی حکومت نہیں اُس کا حکم ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو یہی سیدھا دین ہے"

دوسری جگہ فرمایا:۔ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ج وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ط فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ○ (سورہ مومن ۱۸)

"(قیامت کے دن کہا جائے گا) یہ اس لیے کہ جب صرف خدا کی حکومت کی طرف پکارا جاتا تھا تو تم انکار کر دیتے تھے۔ اور اگر اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کر دیا جاتا تھا تو تم تسلیم کر لیتے تھے (کیا تمہیں معلوم نہ تھا) کہ حکم دینے کا حق تو صرف اللہ ہی عالی مرتبہ اور بڑی شان والے کا ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورہ مائدہ کی تین آیات میں علی الترتیب یہ حکم فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے خلاف فیصلہ کریں وہ کافر ہیں، ظالم ہیں، فاسق ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اعتقادی طور پر خدا کے قانون فطرت اسلام کو حق ماننے کے باوجود عملاً فیصلہ اس کے خلاف دیں وہ ظالم اور فاسق ہیں۔ ان آیات کے بعد فرمایا:۔ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ط وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ (مائدہ ۵)

پھر کیا یہ لوگ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں، اور بایقین لوگوں کے لیے اللہ سے بہتر حکم کس کا ہو سکتا ہے۔

اور یہ حاکمیت اللہ کا منصب صرف اللہ ہی کو اس لیے سزاوار ہے کہ کائنات کی ہر شئی پر فرمانروائی اور خسروائی اسی کی ہے۔ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (المومنون ۸۹)

"ان سے پوچھیے کہ اگر تمہیں کچھ بھی علم ہے تو بتاؤ کہ کائنات کے ہر حصہ پر کس کی حکومت ہے اور وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کوئی پناہ نہیں دے سکتا"

اس لیے کہ اس کی حاکمیت بے داغ، نقائص سے مبرا اور پاک ہے۔

اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ (الحشر ۲۳)

"وہ بادشاہ حقیقی ہے، پاک ذات ہر عیب سے۔ اس کی بادشاہت ہر قسم کی آفات سے محفوظ و سالم ہے۔ وہی امن دینے والا، نگہبانی کرنے والا، بڑی عزت والا، زبردست، بڑی عظمت والا"

ایسی قوم یا ایسی جماعت کو جسے اپنے مسلمان ہونے کا پورا شعور ہے اور قرآن کریم پر ایمان صادق ہے کسی قسم کا تذبذب ہی نہ ہونا چاہیے کہ اسلامی ریاست میں حاکمیت اعلیٰ کا اقتدار اس احکم الحاکمین کے سوا کسی دوسرے کے لیے ہو سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دستور اسلامی کی ابتدائی دفعات

اس لیے پاکستان کے دستور کی ابتدائی دفعات یوں ہونی چاہئیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیر حاکم مطلق ہے اور اسی نے مملکت پاکستان پر اختیار و اقتدار جمہور پاکستان کو عطا فرمایا ہے اور یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت خدا کی طرف سے ہے تاکہ مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اسلامی تعلیمات اور مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول اللہ میں متعین ہیں اپنی زندگی بسر کر سکیں۔

۲۔ اور یہ مملکت جملہ حقوق و اختیارات حکمرانی اس طرح جمہور کے منتخب نمائندوں کے ذریعہ استعمال کرے کہ یہاں ایک آزاد و خود مختار جمہوریہ قائم ہو، جس میں اصول جمہوریت حریت، مساوات، رواداری اور عدل عمرانی کو جس طرح اسلام نے تشریح کی ہے نافذ کرے۔

۳۔ اور غیر مسلم آبادی کے لیے اس امر کا کافی انتظام کرے کہ وہ اپنے عقیدہ اور مذہب پر قائم رہتے ہوئے آزادی کے ساتھ عمل کر سکیں اور اپنی ثقافت کو ترقی دے سکیں۔

۴۔ کوئی مجلس قانون ساز (مرکزی ہو، یا صوبائی) ایسا قانون پاس کرنے کی مجاز نہ ہوگی جو شریعت (قرآن و سنت) کے منافی ہو۔

جو وقتی قانون خواہ اسکی حیثیت حکم کی ہو، یا رخصت کی۔ اگر احکام شریعت کے مخالف ہوگا وہ باطل ٹھہرے گا اور ہر شہری کو حق حاصل ہوگا کہ مجاس قانون ساز کے ایسے پاس کیے ہوئے قوانین کو دارالقضاء عالی میں اس بناء پر چیلنج کر سکے کہ یہ شریعت (کتاب اللہ، سنت رسول اللہ) کے منافی ہیں، اس لیے ان کو ملک کے قانون کی حیثیت حاصل نہیں ہونی چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ مملکت پاکستان کے دستور مرتب ہو جانے سے پہلے جس قدر قوانین شریعتِ اسلامی کے خلاف رائج ہیں ان کو بہت جلد اصول و احکام اسلام کے مطابق اس طرح بدل دیا جائے گا کہ مملکت پاکستان میں کوئی قانون شریعت کے منافی باقی نہ رہے۔

ہیئتِ حاکمہ ہم نے ہندوستان کی تقسیم اور اس میں اپنے لیے الگ آزاد مملکت کے قیام کے لیے اس مقصد کے ماتحت جدوجہد کی تھی کہ اس برِصغیر کے مسلمان اپنی زندگی کی تعمیر اسلامی تعلیمات و روایات کے مطابق کرنے کی زبردست خواہش رکھتے ہیں اور ہم دُنیا پر عملاً واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ آج انسانی زندگی میں جو گوناگوں بیماریاں پیدا ہو گئی ہیں، ان سب کے لیے اسلام اکسیرِ اعظم کا حکم رکھتا ہے۔

اس لیے جس طرح ہم اسلامی ریاست کے قیام کے بغیر اسلامی زندگی ناممکن سمجھتے ہیں اسی طرح ریاست کا نظم و نسق جب تک اِن لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں آ جاتا جو احکامِ الٰہیہ کی اطاعت پر دل و جان سے آمادہ و مستعد ہوں اس وقت تک اسلامی ریاست کا قیام صحیح معنوں میں ناممکن سمجھتے ہیں۔

ہمیں اس امر کا اعتراف ہے کہ اس مقصد میں کامیابی آسان نہیں ہے۔ ہمارا روحانی، اخلاقی انحطاط آج کی نہیں برسوں بلکہ صدیوں پرانی بات ہے۔ ہم میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو برائے نام مسلمان ہیں اِن کے اندر اسلامی مقاصد کے لیے کوئی اولوالعزمی نہیں اور نہ اُن کے اندر اسلامی اقدار کو اپنا شعار بنانے کے لیے کوئی داعیہ ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جو مذہب کو زمانہ ماضی کی ایک تکلیف دہ یادگار سمجھتے ہیں ـــــ اس لیے ہمیں مشکلات کا مقابلہ کرنا ہے اور اپنے مقصد میں بتدریج کامیابی حاصل کرنا ہے۔ آج مجلس دستور ساز جو آئین مرتب کرے گی، دیرتک ہم نے اس کے ماتحت زندگی بسر کرنا ہے۔ ایسی صورت میں ہمارا فرض ہے کہ پاکستان کے لیے جو آئین مرتب کریں وہ اس نہج پر کریں کہ وہ ہماری کمزوریوں کے باوجود صحیح اسلامی ارتقاء کے لیے سنگِ بنیاد ثابت ہو۔

امیرِ مملکت اس سلسلہ میں سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہیئتِ حاکمہ کی زمامِ قیادت ایسے شخص کے ہاتھ میں ہو جو مسلمان ہو اور اس کی زندگی احکامِ شرعیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اطاعت میں بسر ہوتی ہو اور اس پر یقین رکھتا ہو۔

الف۔ مملکت پاکستان کا حاکمانہ اقتدار خدا کی ایک امانت ہے۔

ب۔ شریعت اسلامیہ تمام قوانین کی ناقابل تغیر و تبدل اساس ہے ــــ اور

ج۔ اس کا اولین مقصد یہ ہوگا کہ مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق بسر کریں۔

جو لوگ تجدد پسند ہیں اور مذہب سے بے اعتنائی برتنے کو ترقی سمجھتے ہیں، وہ اس نظریہ کے خلاف اپنی ناپسندیدگی کا اظہار ضرور کریں گے۔ لیکن یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اسلامی مملکت کا قیام اس کے بغیر ناممکن ہے۔ اس لیے کہ ہم اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ جو شخص مسلمان نہیں خواہ وہ مملکت کا کیسا ہی وفادار یا اپنی ذات میں کیسا ہی قابل کیوں نہ ہو، وہ اس بات کا اہل ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی ریاست کا سربراہ یا ممبر ہو جس کی اساس و بنیاد اسلامی آئڈیالوجی ہے۔ اسلامی ریاست کی حقیقی غرض و غایت یہ نہیں ہے کہ وہ قوم کی دنیوی مصالح کی حفاظت کرے۔ بلکہ اسلامی ریاست کا فرض یہ ہے کہ وہ انسانی زندگی کو اسلامی اصول کے تحت لائے۔ جس طرح سوویٹ روس میں ایک غیر کمیونسٹ کو ریاست کی سرداری تو کیا کوئی کلیدی اسامی بھی نہیں مل سکتی۔ اس لیے کہ اس ریاست کی اساس و بنیاد کمیونزم کے اصول پر ہے اور کوئی دوسرا شخص جو کمیونزم کے اصول کا دل سے قائل نہیں اس سے اس ریاست کے نظم و نسق میں اشتراکی یا اشتمالی مقاصد کی ترجمانی ممکن نہیں۔ ٹھیک اسی طرح پاکستان، یا کوئی تصوری ریاست قطع نظر اس کے کہ اس کی بنیاد مذہب پر ہے یا کسی غیر مذہبی عقیدہ پر، یہ ممکن نہیں کہ اپنی زمام اقتدار کسی ایسے شخص کے سپرد کر دے جو اس کے عقیدہ یا تصور (آئڈیالوجی) کا قائل نہیں۔ اس لیے ہمیں اس معاملہ میں گومگو کی پالیسی کو خیرآباد کہتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اعلان کر دینا چاہیے کہ پاکستان ایک تصوری (آئڈیالوجیکل) ریاست ہے اور اس کی آئڈیالوجی شریعت اسلامیہ ہے اس لیے اس کا سربراہ یا امیر یا صدر وہی شخص ہو سکتا ہے جو شریعت اسلامیہ کو تمام قوانین کی اساس سمجھتا ہو۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے غیر مسلم شہری ممکن ہے اس امتیاز کو ناپسند کریں لیکن اگر جمہوریہ امریکہ کے دستور میں جو آج کل مغربی رجحانات کا مظہر اتم سمجھا جاتا ہے۔ یہ مستحسن سمجھا جاتا ہو، کہ امریکہ میں صرف وہی شخص صدر ہو سکتا ہے جو وہاں پیدا ہوا ہو، اور جو وہاں پیدا نہیں ہوا۔ اگرچہ اس نے توطن امریکہ میں اختیار کر لیا ہو، حق صدارت سے محروم ہے، تو ایک اسلامی ریاست میں صدارت کا فیصلہ پیدائش کی جگہ اسلامی اصول کے ماننے یا نہ ماننے سے کیا جائے تو کیوں قابل اعتراض سمجھا جائے۔

صاف بات یہ ہے کہ اگر ہم سچ مچ پاکستان میں ایک آئڈیولوجیکل (تصوری) ریاست کی تاسیس کرنا چاہتے ہیں تو علی الاعلان یہ کہنے کی اخلاقی جرات ہونی چاہیے کہ ہمارے نزدیک کسی شخص کا ایمان اور عقیدہ زیادہ اہم ہے بمقابلہ اس اتفاقی امر کے اس کی پیدائش اس ملک میں ہوئی ہے یا اُس نے اس ملک میں توطن اختیار کر لیا ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے حکومت کا یہ دعویٰ کہ مملکت کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے اس نص قرآنی پر مبنی ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (النساء ۵۹)

مسلمانو! اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ اور جو تم (مسلمانوں) میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی فرمانبرداری کرو۔

اس لیے کوئی ایسی حکومت جس کی زمام قیادت غیر مسلم کے ہاتھ میں ہو شرعاً ہم سے اطاعت کا مطالبہ کرے اس لیے ضروری ہے۔

۱۔ پاکستان کا امیر ریاست یا صدر مملکت مسلمان ہو۔

لہ لیکن اس امتیاز کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم زندگی کے عام معاملات بھی مسلم اور غیر مسلم کی تفریق روا رکھیں گے پاکستان میں غیر مسلم کو ویسی ہی آزادی حاصل ہوگی جیسی ایک مسلم کو ہوگی۔ اس کی جان، مال، آبرو کی اسی طرح حفاظت کی جائے گی جس طرح مسلمان کی ہوگی اور اسے اپنے عقیدہ، مذہبی رسوم اور عبادات میں پوری آزادی ہوگی۔ وہ صرف اس امر کے حق دار نہیں ہوں گے کہ مسلمانوں کی زمام قیادت اپنے ہاتھ میں لیں یعنی امیر ریاست نہ ہو سکیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) چونکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ماتحت اس کی اطاعت کا ہم نے عہد کرنا ہے اس لیے ضروری ہے کہ وہ متبع شریعت ہو، اور فاسق مُعلِن نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (الکہف ۲۸)

اور ایسے شخص کی اطاعت مت کر جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اُس کا حال حد سے گذر چکا ہے۔

بناءعلیہ ہمارے دستور کی ایک دفعہ یہ ہونی چاہیے۔

۷۔ صدر مملکت (یا امیر مملکت) ہمیشہ مسلمان ہوگا۔ اور صدر منتخب ہو جانے کے بعد وہ اعلان کرے گا کہ اُس کی حکومت شریعت اسلامی کی پابند رہے گی۔ اور ان مقاصد کی تکمیل کے لیے جن کا ذکر پہلی دفعات میں ہو چکا ہے ساعی و کوشاں رہے گی۔

امیر کے اوصاف کے متعلق زیادہ تفصیل کے ساتھ بحث کرنا مقصود نہیں۔ سر دست صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امیر ریاست یا صدر مملکت لازمی طور پر مسلمان ہونا چاہیے اور وہ سرکاری اور نجی زندگی میں فرائض اسلامی کا پابند اور محرمات شرعیہ سے پرہیز کرنے والا ہو اور یہ کہ اپنے فرائض کو وہ دیانت اور امانت کے ساتھ سرانجام دے گا اور عدل و انصاف کے قائم کرنے میں کسی قسم کی رعائت یا عناد اس کی راہ میں حائل نہ ہوگا۔

امیر کا انتخاب کتاب و سنت کی روشنی اور خلفاء راشدین کے اسوۂ حسنہ سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ امیر ریاست یا صدر مملکت کا تقرر بذریعہ انتخاب ہی ہونا چاہیے۔ اس کے سوا تمام صورتیں غیر شرعی ہیں۔ لیکن انتخاب کا طریق کیا ہو، یہ ملت کے فیصلہ پر چھوڑ دیا گیا ہے، جیسا کہ خلفاء راشدین کے انتخاب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی خاص طریق معین نہیں کیا گیا ہے اس لیے یہ کام مجلس دستور ساز کا ہے کہ ملت کے بہترین مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے امیر ریاست یا صدر مملکت کے انتخاب کا کوئی طریق معین کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیئتِ تشریعی (قانون سازی)

جس ریاست کی بنیاد اس عقیدہ پر ہو کہ اس میں حاکمیت اعلیٰ کا اقتدار اللہ احکم الحاکمین ہی کے لیے ہے اور اس کے تمام کاروبار کی اساس کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر ہے۔ اس میں قانون سازی کے متعلق فیصلہ کرنا مشکل امر نہیں ہے قرآن کریم کا صاف اور واضح یہ ارشاد ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝ (النساء ۵۹)

"مسلمانو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو اس کے رسولؐ کی اور جو تم (مسلمانوں) میں سے صاحب حکومت ہوں ان کی بھی فرمانبرداری کرو۔ اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اس میں اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو۔ یہ بڑی اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔"

اس آیت میں اللہ کی اطاعت اور اللہ کے رسول کی اطاعت کے لیے مستقلاً یعنی علیحدہ علیحدہ فعل اطاعت کا ذکر کیا ہے، لیکن "اولی الامر" کی اطاعت کے ذکر میں فعل اطاعت (اطیعوا) کا اعادہ نہیں کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "اولی الامر" کی اطاعت مستقل نہیں ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ماتحت ہے اور اگر کسی وقت جمہور کا "اولی الامر" سے اختلاف ہو تو دونوں کے لیے اللہ اور اس کے رسولؐ کا فیصلہ ہی آخری فیصلہ منظور ہوگا۔

اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کے اقرار کے بعد کسی مسلمان کو یہ حق نہیں رہتا کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم سے سرتابی کر سکے۔

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ (الاحزاب ۳۶)

"کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اُس کا رسولؐ کسی امر میں فیصلہ کر دیں تو وہ اُس کے بعد اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے ہمارے دستور کی بنیادی دفعات میں اس کی صراحت ہونی چاہیے کہ قانون سازی کے سلسلہ میں۔

۸۔ تمام وہ معاملات جن کے متعلق کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے احکام واضح اور قطعی ہیں ان میں مجلس قانون ساز کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں کر سکتیں، البتہ ان احکام کے نفاذ کے لیے انتظامی نقطہ نگاہ سے قواعد و ضوابط تجویز کر سکتی ہیں۔

۹۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین نے اسلامی ریاست کا نظم و نسق جس طرح قائم کیا اس کی تفصیلات کتب حدیث و سیر میں بڑی تفصیل سے موجود ہیں پس خلفاء راشدین نے اسلامی دستور اور قوانین کے سلسلہ میں جو فیصلے صحابہ کرام کے مشورہ سے کئے ہیں اور تمام صحابہ کرام کا گویا اُس پر اجماع ہو چکا ہے۔ ان سے انحراف نہ کیا جائے بلکہ اس قسم کے فیصلوں کو اپنے دستوری اور قانونی فیصلوں کے لیے سند اور حجت سمجھا جائے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ صحبت سے مستفیض تھے اور جو علم انہوں نے براہ راست آپ سے حاصل کیا ہے اس کی تعبیر اور تشریح میں جب سب متفق ہیں تو سمجھا جائے گا کہ یہی تعبیر و تشریح معلم کتاب و حکمت فداہ روحی و عرضی سے مستفاد ہے۔

۱۰۔ جن مسائل یا معاملات میں کتاب و سنت کی عبارات ایک سے زائد معانی کی متحمل ہیں اور ان میں ائمہ کا اختلاف ہے ان کے متعلق مجلس قانون ساز کو حق دینا چاہیے کہ وہ اپنے ماحول میں مقتضیات اور مملکت کے مفاد کے پیش نظر کسی ایک تعبیر کو جسے وہ ترجیح دے اُسے قانونی شکل دے۔

۱۱۔ وہ مسائل جن کے متعلق اصولی ہدایت تو شریعت (کتاب و سنت) میں موجود ہیں لیکن ان کے جزئیات سے بحث نہیں کی گئی ان مسائل کے متعلق مجلس قانون ساز ہی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ شریعت کے اصول عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے حاضر الوقت مسائل کے متعلق جزئیات کا فیصلہ کرے اور ان کے لیے قانون وضع کرے۔

۱۲۔ وہ مسائل جن کا شریعت میں کوئی ذکر نہیں اور نہ ان کے متعلق بظاہر کوئی اصول ہدایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے ان کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ یہ امور ملت کی سوچ سمجھ پر چھوڑ دیئے گئے ہیں ایسے امور کے متعلق مجالس قانون ساز اپنے احوال وظروف اور ملت کے مصالح کے پیش نظر مناسب قوانین وضع کر سکتی ہیں بشرطیکہ وہ شریعت کے اصول واحکام کے منافی نہ ہوں۔

مجالسِ قانون ساز کی تشکیل

قانون سازی کے لیے دو طریق ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ مطلق العنان امیر ہو، اور وہی قانون ساز ہو اور دوسرا یہ کہ امیر مع مجلس شوریٰ، لیکن جس کو کتاب وسنت سے ذرا بھی لگاؤ ہے، وہ اس حقیقت سے بخوبی ہے کہ ہمارے لیے کسی طریق کے انتخاب کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا قرآن حکیم نے اس کے متعلق اپنا یہ ناطق فیصلہ دے رکھا ہے۔ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (سورہ شوریٰ ۳۸) "مسلمان اپنے معاملات مشورہ سے طے کرتے ہیں" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہم امور میں صحابہ کرام سے مشورہ طلب فرماتے اور یہی آپؐ کو حکم خداوندی تھا۔ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (سورہ آل عمران ۱۵۹)

"مسلمانوں کے اہم کاموں میں ان سے مشورہ لیتے رہیں اور مشورہ کے بعد جب ایک کام کا قصد کر لیں تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں"

آپ کا عمل بھی اس کا شاہد ہے کہ آپؐ تمام اہم کاموں میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرماتے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے "کسی شخص کو رسول اکرمؐ سے بڑھ کر اپنے رفقا (اصحاب) سے مشورہ کرنے والا نہیں دیکھا (صحیح بخاری)

کتاب وسنت کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ ہمارے لیے کسی راستہ کے انتخاب کا سوال نہیں بلکہ ایک متعین راستہ ہے اور وہ ہے شورائی نظام کا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد نبوی میں مجلس شوریٰ

لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس شوریٰ کی تشکیل و ترتیب کے لیے کوئی خاص قاعدہ اور ضابطہ مقرر نہیں فرمایا۔ کبھی آپؐ جمہور صحابہ سے مشورہ فرماتے جیسا کہ غزوہ اُحد کے موقع پر ہوا۔ کبھی خاص اہل الرائے اور مقتدر صحابہ کرام سے مشورہ طلب فرماتے جب کہ افشار راز خلاف مصلحت سمجھا گیا جیسا کہ غزوہ بدر کے موقع پر ہوا۔

غرض آپؐ کی مجلس شوریٰ میں مقتدر صحابہ کرام جو اہل الرائے سمجھے جاتے تھے شریک ہوتے تھے اور اس کے ساتھ اس کا خیال بھی رکھا جاتا تھا کہ انصار کے دونوں قبائل اوس اور خزرج کے سردار مجلس شوریٰ میں ضرور شامل کیے جائیں اس طرح ایک ایسی مجلس شوریٰ قائم ہو جاتی تھی جس سے زیادہ نمائندہ مجلس کا قیام ان حالات میں ناممکن تھا۔

اس کے علاوہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شورائی نظام کی تفصیلات بیان کرنے کی ضرورت اس لیے بھی غالباً محسوس نہیں کی کہ فتح مکہ کے بعد عرب کے قبائلی جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہو رہے تھے اور آپؐ کو علم تھا (جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے) کہ دین اسلام چار دانگ عالم میں پھیلے گا اور دُنیا کی متمدن قومیں اسلام کے ظلِ عاطفت میں پناہ لیں گی۔ پس وہ شورائی نظام جو عرب کے سادہ تمدن کے لیے موزوں ہو سکتا ہے وہ مختلف تمدن و تہذیب کے حامل قوموں کے لیے بھی موزوں ہوگا، بے حد مشکل بلکہ قریباً ناممکن تھا اور یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ آپ کے عہد مبارک اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں تو ارباب حل وعقد مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ہی زیادہ تر سکونت پذیر تھے لیکن جب اسلام کی سرحدیں دُور دُور تک پھیل گئی اس وقت کے لیے وہی شورائی نظام اگر آپ تجویز فرماتے جو عرب کے مختصر جزیرہ نما کے لیے تھا تو قطعاً ناقابلِ عمل ہوتا۔

خلفاء راشدین کے عہد میں مجلس شوریٰ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم خلفاء راشدین کے عہد مبارک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں فتوحات کی رفتار اس قدر تیز اور ہمہ گیر تھی کہ حکومت کو اپنی ساری قوت، ساری توجہ اور مساعی کو فوجی استحکام اور اقل قلیل انتظامی کارکردگی تا محدود رکھنا پڑیں نہ مجلس شوریٰ کی تشکیل و ترتیب کے لیے کوئی ایسا قاعدہ یا ضابطہ تجویز کیا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُمت اس کی پابند ہوتی اور نہ عام انتخابات کی ضرورت محسوس کی گئی بلکہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں مہاجرین و انصار کی مقتدر شخصیتیں جو ارباب حل و عقد سمجھی جاتی تھیں انہیں پر مجلس شوریٰ منعقد ہوتی تھیں اور وہی مہاجرین و انصار خلیفہ کا انتخاب کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کے عہد مسعود میں البتہ مجلس شوریٰ کی تفصیلات کچھ ملتی ہیں۔ ان کی اساس قرار دے کر ہم تفصیلات طے کر سکتے ہیں۔ مثلاً

روزانہ مجلس شوریٰ مسجد نبویؐ میں روزانہ مجلس شوریٰ منعقد ہوتی تھی اور صرف مہاجرین صحابہ اس میں شریک ہوتے تھے صوبہ جات اور اضلاع کی خبریں جو دربار خلافت میں پہنچتی تھی حضرت عمرؓ ان کی اس مجلس میں بیان کرتے تھے اور کوئی بحث طلب امر ہوتا تو اس میں ان لوگوں سے مشورہ طلب فرماتے۔

انتظامی مجلس شوریٰ جب کسی انتظامی معاملہ کے متعلق مشورہ مطلوب ہوتا تو مہاجرین و انصار کے سردار لازمی طور پر شریک مشورہ کیے جاتے۔

عوامی مجلس شوریٰ جب کوئی بڑا اہم معاملہ پیش آتا تو حضرت عمرؓ مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب فرماتے اس میں تمام حاضر الوقت مہاجرین و انصار کو دعوت دی جاتی اور سب کے مشورہ سے زیر بحث مسئلہ کا فیصلہ کیا جاتا جیسا کہ عراق و شام کے فتح ہونے کے بعد جب زمینوں کی تقسیم کا مسئلہ نزاعی صورت اختیار کر گیا تو حضرت عمرؓ نے مجلس شوریٰ کا اجلاس عام طلب فرمایا اس میں تمام قدماء مہاجرین کو شریک کیا گیا اور انصار میں سے عام لوگوں کے علاوہ دس بڑے بڑے سردار جو تمام قوم میں ممتاز تھے ان میں پانچ سردار قبیلہ اوس اور پانچ قبیلہ خزرج کے تھے یہ سب شریک کیے گئے اور اچھی خاصی بحث کے بعد ایک فیصلہ کیا گیا۔

اسی طرح فوج کی تنخواہ، دفاتر کی ترتیب، عمال کا تقرر، غیر قوموں کو تجارت کی آزادی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا اور ان پر محصول کی تشخیص کرنا، ایسے اہم معاملات مجلس شوریٰ میں پیش ہو کر طے پاتے

انتخاب حضرت عمرؓ نے صوبہ جات اور اضلاع کے حکام اکثر رعایا کی مرضی سے مقرر کئے ہیں اور بعض اوقات بالکل انتخاب کا طریق رائج کیا۔ مثلاً کوفہ بصرہ اور شام میں جب عمال مقرر کیے جانے لگے تو حضرت عمرؓ نے ان تینوں صوبوں میں احکام بھیجے کہ وہاں کے لوگ اپنی اپنی پسند سے ایک ایک شخص کو منتخب کر کے بھیجیں جو ان کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ دیانت دار قابل اور قابل ہوں چنانچہ کوفہ سے عثمان بن فرقد، بصرہ سے حجاج بن علاط اور شام سے معن بن یزید لوگوں نے منتخب کر کے بھیجے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں لوگوں کو ان مقامات کا حاکم مقرر کر دیا۔

آج جب کہ ہمارا معاشرہ اس وقت کے معاشرے سے مختلف ہے۔ نہ قبائلی نظام موجود ہے، نہ عہد نبویؐ نہ خلفاء راشدین کے عہد مبارک کے ارباب حل وعقد موجود ہیں ہمارے پاس آج کوئی ذریعہ شوریٰ عام کا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ہم جمہور کے نمائندوں کے انتخاب کے لیے کوئی ایسا ضابطہ تجویز کریں کہ وہ اپنے میں اصلح اور موزوں اشخاص کو منتخب کریں اور یہ نمائندگان مجلس قانون ساز کی حیثیت میں کام کریں۔ حضرت عمرؓ نے حکام صوبہ کے انتخاب کا اسوۂ حسنہ پیش کر کے ہمارے لیے نمائندگان قوم کے انتخاب کی بہترین راہنمائی کر دی ہے۔

طریق انتخاب مخلوط یا جداگانہ اب ہم مجالس قانون ساز کے طریق انتخاب کے طریق انتخاب کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں وہ یہ کہ نمایندگان مجالس قانون ساز کے انتخاب میں اس ملک کے باشندے بلا امتیاز مذہب کسی بھی پاکستانی کو اپنا نمائندہ منتخب کر سکتے ہیں یا مسلم رائے دہندگان مسلم نمائندوں کو اور غیر مسلم رائے دہندگان غیر مسلم ہی کو منتخب کر سکتے ہیں۔

آج کل مشرقی پاکستان یا مشرقی بنگال کے اکثر اراکین مجلس دستور ساز کی طرف سے یہ آواز بلند ہو رہی ہے کہ ہندو مسلم کے جداگانہ انتخاب کے طریق کو ترک کر دینا چاہیے اور اب مخلوط طریق انتخاب اختیار کرنا چاہیے کیونکہ متحدہ ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تھے اور ہندو اکثریت میں، اور اب پاکستان میں ہندو اقلیت میں ہیں اور مسلمان اکثریت میں اب ہمیں وہ خطرہ جو متحدہ ہندوستان میں ہندو اکثریت سے تھا، اب باقی نہیں رہا۔

یا دہی بے اصولی ہے جس کا ذکر اوپر کر چکا ہوں کہ نیک و بد (معروف و منکر) کا کوئی مستقل معیار اور عالمگیر اخلاقی ضابطہ ایسے لوگوں کے پیش نظر نہیں ہوتا جو ذاتی مفاد یا جماعتوں اور گروہوں کے اغراض کے ماتحت ایک چیز کو آج مکروہ اور ناپسندیدہ سمجھتے ہیں اور کل اسی کو محبوب و مقبول گردانتے میں تامل نہیں کرتے۔

جس شخص کو تحریک قیام پاکستان سے ذرا بھی واقفیت ہے، وہ جانتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم مذہب کی بنیاد پر دو قوموں کے نظریہ کی بناء پر ہوئی ہے اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ مغربی بنگال کو مشرقی بنگال سے الگ کر کے بھارت میں شامل کر دیا گیا۔ کوئی ہمیں بتائے کہ مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان جس کے درمیان ایک ہزار میل کا بعد مسافت ہے، کون سا وہ رابطہ ہے جس نے دونوں خطوں کو ایک مملکت میں منسلک کر دیا ہے؟ کیا وہ مذہب کے سوا اور کوئی رابطہ ہے؟ مغربی بنگال اور مشرقی بنگال کے باشندوں کے وطن، زبان، نسل، طرز معاشرت کے رشتوں نے انہیں متحد رکھنا چاہا لیکن مذہب کی بناء پر تقسیم ملک کے فیصلہ نے ان تمام رشتوں کو نظر انداز کر کے ایک ہزار میل کے فاصلہ کے باوجود اس خطے سے جا کر جوڑ دیا جن سے ان کا رشتہ مذہب کے سوا اور کسی چیز کا نہ تھا پھر اس قدر واضح اور روشن حقیقت کے باوجود اگر اراکین مجلس دستور ساز مسلم اور غیر مسلم کی تفریق مٹا کر مخلوط انتخاب کا طریق رائج کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

خطرہ لیکن ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس طرح آپ حضرات مشرقی بنگال کے رابطہ کو مغربی پاکستان سے کاٹ کر مغربی بنگال سے جوڑ دینے کا سامان مہیا کریں گے کیونکہ جب ان میں مذہب کے رابطہ کی جگہ وطنیت، زبان، نسل اور طرز معاشرت کے رشتہ نے جگہ حاصل کر لی تو لازمی طور پر مشرقی بنگال میں ایک مشترک لادینی ثقافت کی ترقی کے مواقع پیدا ہوں گے تب مذہب کی بناء پر قومیت کا تصور روز بروز ختم ہوتا جائے گا اور بالآخر متحدہ قومی وطنیت کے نظریے سربلند ہوں گے۔ اس کے بعد

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کون سی چیز مانع ہوگی کہ مشرقی بنگال مغربی بنگال کے ساتھ نہ مل جائے ــــ؟ اور پاکستان سمٹ سمٹا کر صرف مغربی پاکستان تک محدود ہو جائے!

اس لیے اس خطرہ سے قبل از وقت ہم آگاہ کر دینا چاہتے ہیں کہ مخلوط انتخاب رائج کر دینے کی تجویز نہ صرف یہ کہ پاکستان کے بنیادی نظریات کے خلاف ہے بلکہ پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کا باعث ہوگی۔

نامعقول عذر بعض اخبارات نے مخلوط انتخاب کے جواز کے لیے بھی لکھا ہے کہ اگر اب ہم نے ملک میں مسلم اور غیر مسلم کا امتیاز سیاسیات میں روا رکھا اور اس کی بناء پر جداگانہ انتخاب کا طریق ہی رکھا تو بنگال کے ہندو اس مطالبہ میں حق بجانب ہوں گے کہ جب ہم ایک الگ قوم ہیں تو ہمیں ایک الگ علاقہ دیا جائے اور اگر ان کا یہ مطالبہ منظور کر لیا جائے تو پاکستان کی پھر تقسیم کرنی پڑے گی۔ یہ عذر اس قدر نامعقول اور بودا ہے کہ جسے سیاسیات میں ذرا بھی سوجھ بوجھ ہے، وہ جانتا ہے کہ موجودہ تقسیم بنگال اور پنجاب کی اضلاع کی بنا پر ہوئی ہے۔ تحصیلوں اور تھانوں میں کسی قوم کی اکثریت کی بنا پر نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے آج مشرقی بنگال میں کوئی ایسا ضلع نہیں جس میں ہندو کی اکثریت ہو جس جس ضلع میں ہندو کی اکثریت تقسیم کرنے والوں نے سمجھی، اس ضلع کو مغربی بنگال میں شامل کر دیا گیا ہے۔ آج کوئی ایسا ضلع یا خطہ مشرقی بنگال میں نہیں جس میں ہندو کی اکثریت ہو، اور وہ مطالبہ کرے کہ یہاں ہندو کی قومی حکومت قائم کر دی جائے۔ اگر مشرقی بنگال کے ہندوؤں کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا جائے تو ہندوستان کی مزید تقسیم کرنی پڑے گی، بالخصوص ان علاقوں کی جو پاکستان کی سرحدوں کے قریب ہے جہاں معقول تعداد میں مسلمان آباد ہیں مگر دونوں باتیں ناقابل عمل ہیں۔

ہندوؤں کا مطالبہ مشرقی بنگال کے ہندو اگر مخلوط انتخاب کا مطالبہ پیش کر رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ ان کے سامنے بنگالی نیشنلزم کا قدیم تصور ہے ان کی یہ مسلسل کوشش رہی ہے کہ بنگال کے مسلمان ان کے بنگالی

* مولانا مرحوم کے اس اندیشہ کو واقعات نے ایک حقیقت بنا دیا ہے یعنی بالآخر مشرقی پاکستان اسی مخلوط انتخاب کے نتیجے میں "بنگلہ دیش" بن گیا (ادارہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیشنلزم کے نعرہ کو قبول کر لیں۔ اور اب تو وہ اس لیے بھی اصرار سے کہہ رہے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی ریاست کی بجائے لادینی ریاست قائم ہو۔ اور یہ مخلوط انتخاب کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بنگال کا ہندو جو تعلیم، دولت و ثروت اور ہندو قومیت کے جذبہ کے لحاظ سے ایک طرح کی فوقیت رکھتا ہے، یہ سمجھتا ہے کہ جو مسلمان ان کے ووٹوں کے ذریعہ منتخب ہوگا، وہ ان کے مخصوص اغراض و مقاصد کے لیے آلہ کار ہوگا اور اس طرح اسمبلی میں قوت توازن ہندو کے ہاتھ میں ہوگی اور وہ جس طرح جس طرف چاہے گا مشرقی بنگال اسمبلی کی باگ موڑ سکے گا۔

خود فریبی کو چھوڑیے

خدا کے لیے نہ اپنے آپ کو خود فریبی میں مبتلا کیجئے نہ دوسروں کو یہ مغالطہ دینے کی کوشش کیجئے کہ یہ تو معمولی سی بات ہے، یہ صرف طریق انتخاب ہے۔ اگر آپ حضرات پاکستان کی وحدت و سالمیت کے خواہاں ہیں تو بنگالی قومیت کے تخیل سے بہت جلد کنارہ کش ہو جائیں اور مسلم قومیت کے تصور کو مضبوط اور مستحکم بنانے کی تمام مساعی بروئے کار لائیں۔

ہیئت تنفیذیہ

مجالس قانون ساز یا ہیئت تشریعیہ کا کام شریعت اسلامیہ کے ماتحت ملک کے نظم و نسق کو بہتر اور اصلح طریق پر قائم رکھنے کے لیے فیصلے کرنا، قانون وضع کرنا اور ایسی تجاویز مرتب کرنا جس سے ملک کے امن و رفاہیت کے ارتقاء میں مدد مل سکے۔ اس کے بعد مجلس وزراء یا ہیئت تنفیذیہ کا کام یہ ہے کہ ہیئت تشریعیہ (مجلس مقننہ) کے فیصلوں کو ملک میں نافذ کرے اور اس کے مطابق حکومت کا نظم و نسق چلائے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وزراء کا تقرر کس طرح ہو، امیر ریاست انہیں مجلس شوریٰ (مجلس قانون ساز) میں سے جن کو اہل سمجھے کہ وہ دینی، اخلاقی اور انتظامی صلاحیتوں کے لحاظ سے زیادہ موزوں اور اصلح ہیں، انہیں وہ خود نامزد کرے اور یہ وزراء صرف امیر ریاست کے سامنے جوابدہ ہوں یا مجلس شوریٰ (مجلس قانون ساز) کے اراکین کی اکثریت کسی کو اپنا لیڈر منتخب کرے اور اس کے لیڈر کو امیر ریاست دعوت دے کہ وہ اپنے لیے ایک ہیئت تنفیذیہ (مجلس وزراء) نامزد کرے جیسا کہ آج کل مغربی ممالک اور ان کی تقلید میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے ممالک کا طریق کار ہے۔

پہلی صورت میں امیر ریاست دو حیثیتوں کا حامل ہوگا یعنی رئیس حکومت بھی اور رئیس ہیئۃ تنفیذیہ (مجلس وزراء) بھی۔ اس صورت میں امیر سب سے بڑی مسئولیۃ اور ذمہ داری کا حامل ہوگا۔ وزراء اپنے امیر کے سامنے جوابدہ ہوں گے اور امیر مجلس تمام ملت کے سامنے بواسطہ مجلس شوریٰ (مجلس قانون ساز) جواب دہ ہوگا جو تمام ملک کے منتخب نمائندوں پر مشتمل ہوگی۔ اس صورت میں اگرچہ مجلس شوریٰ (مجلس قانون ساز) کو ہی یہ اختیار حاصل ہو گا کہ وہ ایسے قوانین وضع کرے جن کے مطابق ملک کی حکومت کا نظم ونسق چلایا جائے۔ لیکن روزمرّہ کے معاملات نظم ونسق اور عملداری میں مداخلت کا اسے کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔ یہ صرف امیر ریاست ہی کا کام ہوگا کہ وہ خود اور اپنے وزراء کی امداد و اعانت سے روزمرّہ کے معاملات کی نگرانی کرے اور ملک کا نظم ونسق قائم رکھے۔

دوسری صورت میں دراصل حاکمانہ اقتدار وزیراعظم کو حاصل ہوتا ہے اور امیر ریاست کی حیثیت شاہ انگلستان کی طرح کچھ نمائشی سی ہوتی ہے۔

جیسا کہ اس سے پہلے عرض کر چکا ہوں کہ شریعت میں واضح طور پر اس کے لیے کوئی ہدایت نہیں کہ امیر ریاست مجلس وزراء (ہیئۃ تنفیذیہ) کے تعلقات کس طرح ہوں۔ پہلی صورت کے مطابق ہوں یا دوسری صورت کے موافق۔ البتہ بعض احادیث سے مترشح ہوتا ہے کہ اسلامی نظام اجتماعی میں امیر ریاست اور امیر مجلس وزراء کا ایک ہی شخص ذات میں جمع ہونا اقرب ہے ——— مثلاً ابوداؤد میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ کے علم میں کسی امیر کے لیے بھلائی ہے تو اُسے نیک وزیر عطا فرماتا ہے تاکہ جب وہ بھولے تو وہ اُسے یاد دلائے اور جب امیر یاد رکھے تو اُس کی اعانت کرے لیکن اگر اللہ کے علم میں اس کے لیے بھلائی نہیں ہے تو اُسے بُرا وزیر ملتا ہے جو اُس کے بھول جانے پر اُس کو یاد نہیں دلاتا اور اگر یاد رکھے تو اُس کی امداد نہیں کرتا۔ اور خلفاء راشدین کے عہد مبارک پر نظر ڈالنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اپنے میں سے جس کو امیر المومنین کے طور پر منتخب کرتے حکومت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی باگ دوڑ اس کے سپرد کر دیتے اور اپنی قومی و ملی زندگی کے تمام معاملات میں سمع وطاعت کی بیعت اُس سے کرتے ۔ امیر المومنین اپنے لیے خود وزراء کا تقرر کرتا اور وزراء امیر کے سامنے جوابدہ ہوتے تھے ۔ ان کے عہد مبارک میں نہ تو حکومت کی کوئی پارٹی تھی نہ اپوزیشن پارٹی (حزب اختلاف) ہر رکن آزاد تھا کہ اپنی رائے ظاہر کرے ۔ چاہے اُس کی رائے امیر کی رائے کے موافق ہے یا مخالف ۔ کوئی اس قسم کا پارٹی ڈسپلن نہ تھا جیسا کہ آج کل مغربی جمہوریت کے طرز کی اسمبلیوں کا ہے کہ پارٹی ڈسپلن کے تحت رائے دو۔ اگرچہ وہ ضمیر کے خلاف ہو ۔ ہر رکن آزادانہ طور پر اپنی رائے ظاہر کرتا اور بحث میں حصہ لیتا ۔ امیر المومنین خود بھی بحث میں حصہ لیتے ۔ اپنے اور اپنی حکومت کے کاموں کی جوابدہی کرتے ۔ امیر اور جمہور دونوں اپنی اپنی ذمہ داریوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں سمجھتے تھے ایک طرف آپؐ نے اُمت کے افراد پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے ۔

ان اللہ یرضی لکم ثلاثا ان تعبدوہ ولا تشرکوا بہ شیئا وان تعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

وان تناصحوا من ولاہ اللہ امرکم (فیض القدیر شرح جامع صغیر ج ۲ ص ۳۰۱ بحوالہ مسلم و مسند احمد)

"اللہ تعالیٰ تمہارے تین کام پسند فرماتا ہے ۔

۱۔ ایک اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ ۔

۲۔ اللہ کی رسی (کتاب اللہ) کو مضبوطی کے ساتھ تھامو، اور اس سے جدا نہ ہو ۔

۳۔ اور اپنے امیر کے خیر خواہ رہو ۔"

دوسری طرف اُمت کو احتساب کا حق دیا اور فرمایا ۔ ان الناس اذا راؤا الظالم فلم یاخذوا علی یدیہ اوشک ان یعمہم اللہ بعقاب ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد ص ۴۲۶)

"جب لوگ ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں اور اس کو رعایا پر ظلم کرنے سے روکنے کی کوشش نہ کریں تو بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے کسی عذاب میں مبتلا کر دے ۔"

خلفاء راشدین نے اسی مسئولیت کا اپنے خطبوں میں اعلان کیا ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے منصب جلیلہ خلافت کو سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے خطبے میں ارشاد فرمایا۔

اما بعد یا یھا الناس انی قد ولیت علیکم ولست بخیرکم فان احسنت فاعینونی وان اسأت فقوّمونی ..... اطیعونی ما اطعت اللہ و رسولہ واذا عصیت اللہ ورسولہ فلا طاعۃ لی علیکم (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۱۰ طبع جدید)

اے لوگوں میں تمہارا امیر بنایا گیا ہوں اور میں تم سے بہتری کا دعویدار نہیں ہوں اگر میں اچھے کام کروں تو میرے مددگار بن کے رہو، اور اگر مجھ سے بُرے کام سرزد ہو تو مجھے سیدھے راستے پر لگا دو۔ میری اطاعت اس وقت تک تم پر ہے جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبردار ہوں اور اگر مجھ سے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی عمل میں آئے تو پھر تمہارے ذمہ میری اطاعت ہرگز نہیں۔" اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" من رأی منکم فی اعوجاجًا ـــ فلیقومہ۔ قال لہ اعرابی واللہ لو رأینا فیک اعوجاجًا لقومناک بسیوفنا۔"

جو شخص تم میں سے دیکھے کہ میں (شریعت کے) راستہ سے ہٹ کر غلط راستے پر جا رہا ہوں، اُسے چاہیے کہ مجھے سیدھے راستے پر چلائے" ایک اعرابی نے اس مجلس میں کہا، " خدا کی قسم! اگر ہم نے آپ کو ٹیڑھے راستے پر چلتے دیکھا تو ہم اپنی تلواروں سے آپ کو سیدھے راستے پر لے آئیں گے۔"

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجلس میں کچھ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے چلّا کر کہا۔ اتق اللہ یا عمر وکرر ندائہ فقال رجل من کان حاضرا منہ یا ھذا

"اے عمرؓ! اللہ سے ڈر، اور بار بار یہ جملہ کہا۔ حاضرین میں سے کسی ایک نے کہا، بس چپ بھی ہو۔"

حضرت عمرؓ نے اس چپ کرانے والے کو مخاطب ہو کر اسلامی جمہوریت کا کیسا زریں اصول بیان فرمایا:۔ دعہ یقول ما یشاء فانھم ان لم یقولوا فلا خیر فیھم وان نحن لم نصغ فلا خیر فینا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو کچھ یہ کہنا چاہتا ہے، اسے کہنے دو۔ یہ لوگ اگر حق بات نہ کہیں تو ان میں کوئی بھلائی نہیں، اور اگر ہم صحیح مشورہ پر عمل نہ کریں تو ہم میں کوئی خیر و برکت نہیں"

غرض یہ نظام اسلامی میں جس طرح جمہور پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ امیر کی اطاعت کا عہد کریں اس طرح امیر کے ذمہ یہ مسئولیت عائد ہوتی ہے کہ وہ ملت کے سامنے جواب دہ ہے۔ وہ آج کل کے ڈکٹیٹر کی طرح آمر مطلق نہیں البتہ وہ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے وزراء مقرر کرے گا اور وہ اُس کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ اس صورت میں وزرا امیر کے معاون اور مددگار ہوں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے وزیر ابوبکر و عمرؓ ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وزیر حضرت علیؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم تھے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ وزیر عدلیہ تھے اور حضرت ابو عبیدہ وزیر خزانہ تھے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے عہد میں کبار صحابہ وزرار تھے لیکن یہ سب حضرات امیر کے معاون اور مددگار ہوتے اور اس کے سامنے جوابدہ ہوتے نہ کہ مجلس شوریٰ (مجلس قانون ساز) کے سامنے البتہ امیر مجلس شوریٰ کے سامنے جوابدہ ہوتا۔

اس لیے نظام اسلامی کا تقاضا یہی ہے کہ حکومت کے اختیارات تنفیذ امیر کے ذمہ ہوں اور وہی اُس کی حکمت عملی کا مجلس شوریٰ کے سامنے جوابدہ ہو۔

اس طرح حکومت جماعتی سیاسیات کے مضر اثرات سے محفوظ ہو جائے گی اور آج کل ہمارے نظام میں گروہی عصبیت اور پارٹی بازی سے جس قدر نقصان پہنچ رہا ہے۔ بہت بڑی حد تک ملک کو اس سے نجات حاصل ہو جائے گی اس لیے ہمارے دستور میں ایک دفعہ یہ ہونی چاہیے۔

۱۲۔ امیر ریاست صدر مجلس شوریٰ بھی ہوگا۔ اور وہی مجلس وزرار کا بھی صدر ہوگا۔ امیر کو مجلس شوریٰ کے سامنے جوابدہ تصور کیا جائے۔ امیر اپنی ذمہ داری پر مجلس شوریٰ میں سے وزرار کا تقرر کرے گا اور اسی فیصلہ کے ماتحت وزرار کی برطرفی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ہو سکے گی۔ وزرا امیر ریاست کے معتمدین خاص ہوں گے اور اپنے اپنے مفوضہ شعبوں کے لیے بطور سیکرٹریز کام کریں گے اور صرف امیر کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔

ہیئۃ عدلیہ محکمہ عدل وانصاف کے تمام کاروبار کی اساس کتاب وسنت ہی ہو گی اس کا کام شریعت کے مطابق یا کتاب وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں ہیئۃ تشریعیہ (مجلس قانون ساز) جو قانون مرتب کرے اس کے مطابق نزاعات و مقدمات میں فیصلہ صادر کرنا، یہ نزاعات ملک کے عام باشندوں کے درمیان ہوں یا حکومت اور عوام کے درمیان ہوں۔ اور بعض حالات میں کسی قانون کی تشریح میں اختلاف ہو جائے تو اس کے متعلق وضاحتی فیصلہ صادر کرنا بھی اس کے متعلق ہوتا ہے۔ بہرحال دارالقضاء یا محکمہ عدل ایک کامل مستقل اور برتر ادارہ ہے ریاست کے کسی بڑے سے بڑے انسان کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ دارالقضاء کے فیصلے میں کسی قسم کی مداخلت کرے۔ امیر ریاست، مجلس وزرا اور خود مجلس قانون ساز کسی کو اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ قضاۃ کے فیصلہ پر کسی طرح اثر انداز ہو سکے۔ دارالقضاء کے قضاۃ کے بلند مقام کا یہ تقاضا ہے کہ وہ کسی سیاسی اثر کے ماتحت نہ کسی تخویف اور نہ ترغیب کے ماتحت فیصلہ کریں بلکہ اپنے فہم وبصیرت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے خوف کو ملحوظ رکھ کر فیصلہ صادر کریں۔

امیر ریاست چونکہ خود اپنے گوناگوں مشاغل کی وجہ سے عدلیہ کی ذمہ داری نہیں سنبھال سکتا۔ اس لیے اُسے دارالقضاء عالی مقرر کرنا چاہیے۔ دارالقضاء عالی کے رئیس قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا تقرر خود کرے اور اس محکمہ کی تمام تر ذمہ داری اُس کے سپرد کر دے اس کے بعض دارالقضاۃ کو آزاد چھوڑ دے اگر کسی وقت مجلس شوریٰ اور امیر ریاست اور ملت کے درمیان کوئی بنیادی اختلاف پیدا ہو جائے تو دارالقضاء عالی ہی کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ متنازعہ فیہ مسئلہ کے بارے میں اپنا فیصلہ صادر کرے۔ اسی طرح مجلس شوریٰ کے کسی مرتب کردہ قانون یا امیر ریاست کے کسی انتظامی فعل کو اگر خلافِ شرع سمجھا جائے تو ملت کے کسی بھی فرد کو یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ دارالقضاء عالی کے سامنے اس کو پیش کر کے شریعت کے مطابق فیصلہ حاصل کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس قدر عرض کیا جا چکا ہے اس کے بعد اس امر کے کہنے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ دارالقضاء عالی کو وقت کے اکابر علماء پر مشتمل ہونا چاہیے ایسے علماء جو علوم کتاب وسنت میں اعلیٰ بصیرت رکھتے ہوں اور ساتھ ہی عام مروجہ قوانین میں مہارت تامہ رکھتے ہوں۔

لیکن موجودہ حالات میں اگر دارالقضاء کے لیے ایسے اشخاص نہ مل سکتے ہوں تو اکابر علماء دین کو بطور معاون موجودہ ججوں کے ساتھ شریک کیا جا سکتا ہے جب کہ فیصلہ ایسے امور میں مطلوب ہو جن میں شرعی وجوہ کی بناء پر امیر ریاست اور مجلس شوریٰ اور ملت کے درمیان کوئی بنیادی اختلاف پیدا ہو جائے۔

اس لیے ہمارے دستور میں ایک دفعہ یہ ہونی چاہیے۔

۱۴۔ عدل وانصاف کے تقاضوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق پورا کرنے کے لیے۔

(ا) امیر ریاست دارالقضاء عالی کا تقرر عمل میں لائے گا جس کے رئیس (چیف جسٹس) کو امیر ریاست خود نامزد کرے گا۔

(ب) دارالقضاء عالی کے باقی ارکان کا تقرر رئیس دارالقضاء بمشورہ امیر ریاست عمل میں لائے گا۔

(ج) دارالقضاء عالی تمام ملک کی عدالتوں کی براہ راست نگرانی کرے گا۔ ان کا عزل ونصب، ترقی وتنزل، تبادلے، غرض ملک کی تمام عدالتوں کا نظم ونسق دارالقضاء عالی سے متعلق ہوگا۔ اور ہیئۃ نافذہ یا انتظامیہ کا کوئی رکن عدلیہ کے کسی کام میں دخل انداز نہیں ہوگا۔

(د) امیر ریاست مجلس وزراء یا مجلس شوریٰ (مقننہ) کو حق نہ ہوگا کہ کسی معاملہ میں دارالقضاء عالی کے حیطہ اقتدار سے الگ کوئی مخصوص عدالت (سپیشل ٹریبونل) مقرر کرے۔

(ہ) انتخابی عدالتیں (الیکشن ٹریبونل) بھی دارالقضاء عالی ہی مقرر کرے۔

(و) امیر ریاست مجلس وزراء یا مجلس قانون ساز کوئی بھی اس امر کا مجاز نہ ہوگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے کہ وہ کسی مقدمہ کی سماعت خفیہ طریق پر کرنے یا مقدمہ کے بعض حصوں کو پوشیدہ رکھنے کے لیے کسی عدالت کو مجبور کرے۔ یہ بھی عدالت کے فیصلہ پر چھوڑ دیا جائے کہ سماعت خفیہ طور پر ہو یا کھلی عدالت میں ہو۔

(ز) عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے عدالت جس شخص کی شہادت طلب کرنا ضروری سمجھے اُسے عدالت میں طلب کرنے کی مجاز ہو گی حکومت کے ارکان یا کسی دوسرے ذی وجاہت شخص کو عدالت سے چھپانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

(ح) ایسے تمام امور جن میں امیر ریاست اور مجلس شوریٰ کے درمیان یا امیر ریاست اور ملت کے درمیان بنیادی اختلاف ہو۔ دارالقضاء عالی ہی ان امور میں کتاب و سنت کی رہنمائی میں فیصلہ صادر کرے گا۔

(ط) مجلس شوریٰ کے کسی مرتب کردہ قانون یا امیر ریاست کے کسی انتظامی فعل کو اگر خلافِ شرع سمجھا جائے تو ملت کے کسی بھی فرد کو حق حاصل ہو گا کہ وہ دارالقضاء عالی کے سامنے پیش کر کے شریعت کے مطابق فیصلہ حاصل کرے۔

دارالقضاء عالی کے ارکان آخر انسان ہیں لیکن ان کے منصب جلیل کو برقرار رکھنے اور ان کے دل کو حرص و ہوا سے پاک رکھنے اور ذاتی اغراض سے بالاتر رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ دستور میں اس قسم کی دفعہ شامل کی جائے۔

۱۵۔ دارالقضاء عالی کے ارکان کا تقرر عمر بھر کے لیے ہو گا یعنی ہر رکن عملی طور پر عمر کے ایک خاص حصے تک فرائض رکنیت سرانجام دیتا رہے گا۔ لیکن اس خدمت سے سبکدوش ہونے پر بھی اُس کی تنخواہ میں تاحین حیات کوئی فرق نہیں آئے گا۔ لیکن اس خدمت سے سبکدوش ہونے کے بعد وہ ریاست کے کسی عہدہ کا خواہ وہ بلامعاوضہ ہو یا بامعاوضہ انتخابی ہو یا انتظامی اہل نہیں سمجھا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدالتوں کے انتظامی پہلو کے متعلق اس قدر عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عدالتوں کی ہیئت ترکیب، عدالتوں کے مختلف درجے پھر ان کے حدود عمل اور ان کے اختیارات کے لیے مراتب مقرر کرنا وغیرہ وغیرہ ایسے امور ہیں جن کو مجلس شوریٰ کے صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ کتاب و سنت یا خلفاء راشدین کے طرز عمل میں اس بارے میں کوئی واضح ہدایت موجود نہیں ہے اس لیے مجلس شوریٰ آزاد ہے کہ موجودہ زمانہ کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے جیسا مناسب سمجھے، نظام تجویز کرے مگر اس شرائط کے ساتھ کہ شریعت کے اصول عامہ اور مخلوق خدا کے مفاد عامہ کے خلاف نہ ہو۔

بنیادی حقوق

اس سے پہلے جن مسائل پر ہم نے اپنی معروضات پیش کی ہیں اُن کا تعلق اسلامی ریاست کے بنیادی اصول سے تھا اور یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ اسلامی ریاست کی تشکیل کس طرح ہوتی ہے اور اس کے عناصر ترکیبی کیا ہیں۔ اب ہم بنیادی حقوق کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

شہریت

اس سے پہلے بعض مباحث کے ضمن میں شہریوں کے حقوق کا ذکر مختصراً ہو چکا ہے۔ اب ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ عرض کرتے ہیں۔

شہریوں کا اوّلین حق یہ ہے کہ ان کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کی جائے رسول اللہ نے حجۃ الوداع کے مشہور خطبہ میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ

"تمہاری جانیں، تمہارے مال، اور تمہاری عزت ایسی ہی قابل احترام ہیں جیسی حج کے اس دن کی عزت و حرمت اور اس مہینہ اور اس شہر (بلد اللہ الحرام) کی عزت و حرمت ہے۔

اس لیے ارشاد نبویؐ اور خلفاء راشدین کے تعامل کی بناء پر ہمارے دستور کی ایک یہ دفعہ ہونی چاہیے۔

۱۶۔ کسی شہری کی جان، مال اور آزادی سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جائے گا سوائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے کہ قانون کا کوئی تقاضا ہو، ورنہ ہر حالت میں ان کی جان، مال اور آزادی ہر طرح سے محفوظ ہوگی۔

مذہبی آزادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک اور خلفاء راشدین کے عہد مسعود میں غیر مسلموں سے جس قدر معاہدات کئے گئے ان سب میں اگر ایک طرف ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی گئی ہے تو دوسری طرف ان کی مذہبی رسوم کی آزادی ڈپلومیٹک الفاظ میں نہیں بلکہ صاف اور واضح الفاظ میں تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ فقرہ یا اس کا ہم معنی تقریباً تمام معاہدات میں ملتا ہے۔

لھم الامان علیٰ انفسھم واموالھم وملھم وشرائعھم لا یغیر شیٔ من ذالک

"ان کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی جاتی ہے اور ان کے مذہب اور مذہبی رسوم و شرائع میں بھی ان کو آزادی حاصل ہوگی۔ اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں کیا جائے گا۔

اس لیے ہمارے دستور کی دفعات میں نہایت وضاحت کے ساتھ یہ دفعہ شامل کرنی ہوگی۔

۱۷۔ ہر شخص کو اپنے مذہبی عقائد اور مذہبی رسوم کے بجالانے میں پوری پوری آزادی ہوگی ان کے مذہبی رسوم و شرائع میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ غیر مسلموں کو ان کی رضا اور خوشنودی کے بغیر اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا بلکہ کسی غیر مسلم کو جبراً مسلمان کرنا جرم قابل مواخذہ ہوگا۔

ہم تفصیل سے لکھ کر آئے ہیں کہ مملکت پاکستان کی حکومت کی بنیاد بلکہ اصل الاصول اسلامی شریعت ہے۔ اس لیے کوئی ایسی کوشش، یا ایسی تحریک جس کا مقصد بالواسطہ اس ریاست کی بنیادوں کو متزلزل کرنا ہو۔ اس کی اجازت نہیں دی جائے گی جس طرح حکومت وقت کے خلاف بغاوت جرم ہے۔ اسی طرح اس حکومت کی اساس و بنیادی عقیدہ کے خلاف شہریوں کو اکسانا اور برگشتہ کرنا جرم ہے اس لیے ہمارے دستور کی دفعات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ دفعہ بھی ہونی چاہیے ۔

۱۸۔ ہر شہری کو تحریر اور تقریر کے ذریعے حق پہنچتا ہے کہ ملکی، ملی اور شہری مسائل میں جس پر چاہے اظہار رائے کرے بشرطیکہ اس اظہار رائے سے لوگوں کو اسلامی عقائد کے خلاف نہ اکسایا جائے اور نہ اسلام سے برگشتہ کیا جائے ۔

شخصی آزادی اسلام میں کسی شہری کو اُس کی شخصی آزادی سے اس وقت تک محروم نہیں کیا جاتا جب تک کہ اُس کا جرم قانونی عدالت میں باقاعدہ مروجہ قانون کے طریقوں سے عدالت میں ثابت نہ کیا جائے ۔ رسول اکرمؐ سے ایک دفعہ کسی نے یہ شکایت کی کہ میرے ہمسایوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے اس نے آپؐ سے عرض کیا کہ ان کو کس جرم کی پاداش میں گرفتار کیا گیا ہے ۔ ایک دو دفعہ اس کے سوال کے جواب میں آپ خاموش رہے کہ جس نے گرفتار کیا ہے ، شاید اس کی وجہ بیان کر سکے ۔ تیسری دفعہ جب اُس نے پھر یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا ۔

لَا یُوْسَرُ رَجُلٌ فِی الْاِسْلَامِ بِغَیْرِ عَدْلٍ

(اسلام میں کوئی شخص عدالت کے فیصلہ کے بغیر قید نہیں کیا جائے گا)

اس لیے ہمارے دستور کی دفعات میں ایک دفعہ یہ ہونی چاہیے ۔

۱۹۔ کسی شہری کو اُس کی زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ حقوق شہریت اُس سے چھینے جائیں گے سوائے اس کے کہ وہ قانونی عدالت کی باقاعدہ کارروائی سے جرم ثابت ہو

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں دو قسم کی قید ثابت ہوتی ہے ۔

(۱) حبس عقوبت یعنی کسی جرم کی پاداش میں عدالت سے سزا کی وجہ سے کسی کو قید کر دیا جائے ۔

(۲) حبس استظہار یعنی ملزم کو حبس میں بغرض تفتیش قید کرنا ۔

لیکن آج کل ایک حبس امتناعی بھی ہے ۔ یعنی یہ کہا جاتا ہے کہ جس صورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مملکت کو بیرونی یا داخلی خطرہ لاحق ہو۔ یا کسی شخص سے خطرناک قسم کے ہنگامے برپا کرنے کا ڈر ہو تو ایسی صورت میں اس شخص کی شخصی آزادی کا حق معطل کر دیا جائے۔ اگرچہ اس قانون کے خطرات یا ناجائز استعمال کے روکنے کے لیے ہیبیس کارپس کا حق عدالت عالیہ کو دیا جاتا ہے لیکن اس حق کے خلاف بعض دفعہ ایسی پابندیاں عائد کر دی جاتی ہیں ہیبیس کارپس کا فرمان بے اثر ہو جاتا ہے اس لیے آج کل کے حالات اگر اس کے لیے مجبور کریں تو اس صورت میں حکومت کو حبسِ امتناعی کے اختیارات دیئے جانے کے لیے اس قسم کی دفعہ ہونی چاہیے۔

۲۰۔ جس شہری کے حق شخصی آزادی کو حکومت حبس امتناعی کے طور پر معطل کرنا ضروری سمجھے اُس کے لیے لازمی ہوگا۔

(ا) کہ اس شخص کے خلاف ایک متعین الزام لگائے کہ اس سے فلاں جرم کا اندیشہ تھا۔

(ب) باقاعدہ عدالت کے پاس دو ہفتے کے اندر اُس کا چالان پیش کرے۔

(ج) ملزم کو صفائی کا پورا حق دیا جائے۔

(د) حبس صرف اس صورت میں جاری رکھا جائے جب کہ عدالت الزام کی صحت پر مطمئن ہو۔

(ہ) حبس کی مدت مقرر کرنا عدالت کا کام ہوگا۔

اسلامی معاشرہ میں حکومت کا فرض اس میں شک نہیں کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی کی حقیقی قدریں روحانی ہیں لیکن روحانی صداقتوں کو زندگی کے طبعی حقائق سے بالکل الگ کر دینے کا بھی اسلام حامی نہیں ہے اسلامی ریاست میں یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک طرف انتہائی دولت و ثروت ہو، اور دوسری طرف انتہائی افلاس، اس لیے اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ ریاست کے تمام مادی وسائل کو اس طرح کام میں لائے کہ ہر شہری کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشرطیکہ وہ کام کرنے کے لیے تیار ہو اور وہ کام کرنے کے قابل ہو) یہ احساس ہو کہ اُسے ایک معقول معیارِ زندگی کے مطالبہ کا حق حاصل ہے اس لیے دستور میں اس حق کو ان الفاظ کے ساتھ شامل کرنا چاہیے۔

۲۱۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ہر شہری کا یہ حق تسلیم کرے کہ جب تک وہ کام کرنے کے قابل ہے اس کے لیے کوئی نہ کوئی صورت معاش مہیا کرے اور اگر وہ پیرانہ سالی یا مجبوراً بے روزگاری کے باعث کسب معاش سے معذور ہو گیا ہے اس کے لیے بقدر ضرورت خوراک، لباس اور مکان کا انتظام کرے۔

("الاعتصام" ۲۵ نومبر ۱۹۵۵ء جلد ۷ شمارہ ۱۶۵)

04624

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

"ایمان افروز کتابیں"

حسن الحاکمی (اللہ تعالیٰ کے نانوے ناموں کی جامع شرح)
از قاضی محمد سلیمان منصور پوری ۔/۳۰

اصحاب بدرؓ (غزوہ بدر کی تفصیلات اور ۳۱۳ صحابہ کرامؓ کے حالات)
از قاضی محمد سلیمان منصور پوری ۔/۸۰

عشرہ مبشرہ (ان دس صحابہ کرامؓ کے حالات جنہیں آنحضرت ﷺ نے جنت کی بشارت دی)
از صفی الرحمٰن مبارکپوری ۔/۵

مکالمات نبوی (آنحضرت ﷺ کی مختلف موضوعات پر گفتگو اور ارشادات)
از مولانا ابوبکر غازی پوری ۔/۵

حضرت عیسیٰ کے سیاسی نظریئے (یعنی آپ کا عزم حکومت)
از مولانا ابوبکر غازی پوری ۔/۲۰

آداب الدعا (یعنی دعا کے فضائل، مسائل، مکروہات اور جامع دعوات کی تحقیق)
از مولانا محمد حنیف یزدانی ۔/۲۰

نماز کا راستہ (آیت وسیلہ کی تفسیر)
از مولانا محمد حنیف یزدانی ۔/۲۰

زیارت قبور کا شرعی طریقہ (یعنی وہ جو مشروع ہے اور جو بدعت سیئہ ہے)
از مولانا محمد حنیف یزدانی ۔/۲۰

سجدہ و طواف قبر کی مروجہ شکل بدعت سیئہ ہے (مدلل و محقق)
از مولانا محمد حنیف یزدانی ۔/۲۰

مرشد ہیلانی کے ارشادات عالی اور ارشاد توحید بانی (شیخ محمد اسماعیل سلفی) کے متعلق خط عقائد کی توضیحی و تنقیدی کی روشنی میں بدلائل و براہین
کتاب مفید مدلل کیلئے ایک تحقیقی تحفہ
از مولانا محمد حنیف یزدانی ۔/۵۰

محمد رسول اللہ ﷺ غیر مسلموں کی نظر میں (یعنی آنحضرت ﷺ کے بارے میں غیر مسلم مصنفین کے اعتراف حقیقت)
از مولانا محمد حنیف یزدانی ۔ ۳۲

تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہؒ کی تجدیدی مساعی (یعنی شاہ ولی اللہ کی تحریک کا مفصل و مدلل تعارف)
از شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی

جمع و ترتیب مولانا محمد حنیف یزدانی ۔ ۳۲

مقالات مولانا محمد داؤد راز (علمی تحقیقی تنقیدی سو سے زائد مضامین پر مشتمل)
زیر طبع

جمع و ترتیب مولانا محمد حنیف یزدانی ۔ ۳۲

دعائیں (یعنی قرآن و حدیث کی روشنی میں ہر موقع کی مسنون دعائیں)
زیر ترتیب

اصحاب صفہؓ (صفہ کے معزز مہمان صحابہ کرامؓ کے حالات)
از امام ابن تیمیہؒ ۲/۵۰

شہدائے احد (غزوہ احد کی تفصیلات اور ستر شہید صحابہؓ کے حالات)
از مولانا عبدالجلیل رحمانی ۲/۵۰

غلطیاں علماء و اہل بیعت (قرآن و حدیث کی روشنی میں)
از شاہ اسماعیل شہیدؒ ۲/۰

چراغ سنت (شاہ اسماعیل شہیدؒ اور علماء دیوبند کی تائید میں اور اہل حدیث کی تردید میں جواب کتاب)
از مولانا سید داؤد شاہ نشتر ۲/۰

کلمہ طیبہ مع خلاصہ نماز (توحید کی تشریح شرک کی تردید رسالت بشریت اور عبدیت کی وضاحت)
از مولانا سید داؤد شاہ نشتر

معیار الحق (اہل الحدیث کے موضوع پر تحقیقی کتاب، شیخ اہل حدیث مفتی مولانا محمد اسماعیل سلفی)
مرتب: مولانا محمد عبدہ (زیر طبع)

تصحیح و تخریج مولانا محمد عبدہ (زیر طبع)

مرزائے قادیان اور علمائے اہلحدیث
از مولانا محمد حنیف یزدانی

عمائے عقائد (اہل حدیث کے عقائد کی توضیح و تشریح)

اسلام کا نظام عفت و عصمت (زوجۃ النبی و بنات النبی و المومنین (خواتین اسلام کیلئے قابل عمل نمونہ) دہلی

سیرت سید الصحابہ رسول (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

صدر کل پاکستان سنی کانفرنس (زیر طبع)

تعلیمات مولانا احمد رضا بریلوی (مختلف فیہ مسائل کا تحریری جائزہ)

بشریت ۔ نور و بشر ۔ علم غیب ۔ حاضر ناظر
زیارت قبور ۔ تصور شیخ (ایصال ثواب) کی موجودہ صورتیں عوام کی اصلاحات ہیں یا آغوش بدعت اور ان کے بارے میں قاضی یار محمد کی گمراہ کن باتیں اور فقہ حنفی کے صریح خلاف

(زیر طبع) از مولانا محمد حنیف یزدانی

مکتبہ نذیریہ جامع مسجد فتاب چناب بلاک ۱۵ اقبال ٹاؤن ۔ لاہور

(باقی) طلاق ثلاثہ ایک مجلس میں (حقیقت حدیث)

www.KitaboSunnat.com